U64342

Title – KHUTBA-E-SADARAT.

Creator – Nawab Mehdi Yaar Jang Bahadur.
Teesra Salaana Conference Anjuman Asaatizah Mumalik Mehroosa Sarkar Aali, Gulbarga.

Publisher – Moin Press Jamia Usmania (Gulbarga).
Azam Steam Press (Hyderabad).

Date –

Pages – 15.

Subjects –

خطبۂ صدارت

تیسری سالانہ کانفرنس انجمن اساتذہ ممالک محروسہ سرکارِ عالی

از

نواب مہدی یار جنگ بہادر

صدر المہام تعلیمات

و

معین امیر جامعہ عثمانیہ

ٹاؤن ہال۔ گلبرگہ

خطبۂ صدارت

نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام تعلیمات و معین المہام میر جامعہ عثمانیہ

آپ حضرات نے جس گرم جوشی سے میرا خیر مقدم فرمایا ہے۔ میں اُس کا دل سے شکر گذار ہوں۔ آپ کے صوبے کے باشندوں نے تعلیم سے ہمیشہ گہری دلچسپی لی ہے۔ اور اِس موقعے پر جس جوش و سرگرمی کا اظہار کیا ہے وہ ان کے جذبات کی گہرائی اور خلوص کا ایک تازہ ثبوت ہے۔

شہر گلبرگہ بڑی تاریخی روایات رکھتا ہے اور یہاں زمانہ گذشتہ کی بہت عمدہ یادگاریں ابھی تک باقی ہیں۔ کسی زمانے میں یہ بہمنی خاندان کے اُولو العزم بادشاہوں کا پایۂ تخت تھا۔ جن کی حکومت سمندر کے ایک کنارے سے لیکر دوسرے کنارے تک ایک بہت وسیع علاقے پر پھیلی ہوئی تھی۔ یہ شاہان اُولو العزم اپنی علم پروری کے لئے مشہور ہیں۔ اور اُن کے عہد میں گلبرگہ سارے ہندوستان میں علم و فضل اور ثقافت و تمدن کے اہم مرکزوں میں شمار ہوتا تھا۔ اِس کے علاوہ اِس شہر کو یہ افتخار بھی حاصل ہے کہ یہاں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسینی رحمتہ اللہ علیہ آسودہ ہیں۔ آپ کا روضۂ مبارک اس شہر کی زینت ہی نہیں بلکہ اس کی عظمت و تقدس کا باعث ہے۔ آپ اُس حقیقی علم کی دولت سے ممتاز تھے جو سراسر عطیہ الٰہی و ہدایت ربانی سے حاصل ہوتی ہے

وہ شہر جو ایسی شاندار روایات اور قابل احترام تعلقات کا حامل ہو۔ ایسی کانفرنس کے لئے بہت ہی موزوں مقام ہے جس کا مقصد علم کی روشنی پھیلانا ہے۔

ابھی میں نے زمانۂ گزشتہ کے بہمنی فرماں رواؤں کی علمی سرپرستیوں کا ذکر کیا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں اپنے خسرو جمجاہ حضرت سلطان العلوم کی ذات شاہانہ میں ایک ایسا ہی علم پرور بادشاہ ملا ہے۔ جس نے نہ صرف دکن کے قدیم فرماں رواؤں کی روایات کو زندہ کیا۔ بلکہ اپنی معارف نوازیوں اور عالمگیر فیض رسانیوں کے باعث جمیع شاہانِ سلف سے ممتاز ہے۔ ذات شاہانہ کی فیض رسانیوں کی مثال کے طور پر اِس عظیم الشان جامعہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔ جو حضور والا کے نام نامی سے مفتخر ہے۔ نیز مفاد عام کے وہ متعدد کام پیش کئے جاسکتے ہیں جو سارے ممالک محروسہ سرکار عالی میں جاری و ساری ہیں۔ لیکن آپ کا عہد مبارک خاص طور سے اِن برکات کے لئے مشہور ہے جو رعایا کے سب سے غریب اور نادار طبقوں کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ دیہات سدھار۔ حفظ صحت۔ طبی اِمداد۔ اور دیہی قرضداری دُور کرنے کے اِنتظام اور قحط سالی کے زمانے میں رفع مصائب کے لئے ضروری تدابیر۔ رعایا کی پرورش اور اُن کی اِصلاح حال کی مساعی جمیلہ میں سے مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ عہد عثمانی کے فیوض و برکات میں ایک اہم چیز ابتدائی تعلیم بھی ہے جو ساری ریاست میں مفت دی جاتی ہے۔ حال ہی میں ذات شاہانہ نے اپنے الطاف بے پایاں سے اِس مد میں ساڑھے سات لاکھ روپئے سالانہ کا اضافہ منظور فرمایا ہے جو پانچ سال کے عرصے میں ساڑھے بارہ لاکھ روپئے تک پہنچ جائیگا۔ اِس اضافہ اِمداد کی وجہ سے ابتدائی تعلیم کی رفتار بہت زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ اور

اِس کا مقصد ابتدائی تعلیم کو اِس طرح وسیع کرنا ہے کہ ریاست کے ہر ایسے گاؤں یا قریہ میں جس کی آبادی ایک ہزار یا اُس سے زیادہ ہو کم از کم ایک مدرسہ تحتانیہ قائم ہو جائے۔

صوبہ دار صاحب نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں بالکل بجا طور پر والدین کو اُن کے نونہالوں کی تعلیم میں اَرباب مدرسہ کے ساتھ اشتراک عمل کا فرض یاد دلایا ہے اور اس پر بھی زور دیا ہے کہ دولتمند اَفراد مقاصدِ تعلیم کی پیش رفت میں مالی امداد سے دریغ نہ کریں۔ جہاں تک ان کی پہلی تجویز کا تعلق ہے میں اس سے بالکل متفق ہوں کہ والدین کی طرف سے تعاون و اِشتراک عمل نہایت ضروری ہے۔ آجکل سب کام اُستاد ہی کے ذمہ کر دیا جاتا ہے۔ مکان میں بچوں کی اچھی تربیت اور مدرسہ میں ان کی تعلیمی ترقی سے اظہارِ دلچسپی کے ذریعے والدین ہماری بہت کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ اَساتذہ اور معائنہ کرنے والے عہدہ داروں کا بھی فرض ہے کہ والدین سے میل جول رکھیں اور ہر طرح اُن کی توجہ ہمدردی اور دلچسپی حاصل کریں۔ ابتدائی تعلیم کی اِصلاح و توسیع کی جدید اسکیم کے تحت مختلف دیہات میں جو دیہی مجالس تعلیمی قائم ہونے والی ہیں اُن سے والدین کا تعاون حاصل کرنے میں بہت کچھ سہولت ہوگی۔ یہ امر اُن کے فرائض میں داخل ہوگا کہ بچوں کو مدرسہ کا پابند بنائیں اور تعلیم میں تضیع وجمود دُور کرنے کے لئے ممکنہ جد و جہد کریں۔ جو والدین ان کمیٹیوں کے رکن ہونگے انہیں اِس کام کا اچھا موقع حاصل ہوگا کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیمی ترقی سے واقف ہوں اور اَساتذہ کے ساتھ ہر طرح کا اِشتراک عمل کریں۔ آئندہ سے لوکل فنڈ سیس کی تین پائی جو تعلیم کے لئے وقف ہیں

وہ بالکلیہ ابتدائی مدرسوں کے مکانات کی تعمیر اور ضروری سامان تعلیمی مہیا کرنے پر صرف کی جائیں گی اس سے لوکل فنڈ کمیٹیوں کو تعلیم سے اپنی دلچسپی ظاہر کرنے کا اچھا موقع ملے گا۔ اِس خصوص میں اگر کسی فنی مشورے کی ضرورت لاحق ہو تو مہتمان اور صدر مہتمان تعلیمات نہایت خوشی سے اپنی خدمات پیش کریں گے۔

صوبے دار صاحب نے دوسرے جس امر کی طرف توجہ دلائی ہے وہ خانگی تعلیمی فنڈ کا قیام ہے۔ اِس کے متعلق میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم صوبہ گلبرگہ خانگی مساعی سے کامیابی کے ساتھ مدرسہ چلانے کی دو شاندار مثالیں پیش کرسکتا ہے اور یہ گلبرگہ کا نوتن ودیالیہ اور رائچور کا خانگی مدرسۂ فوقانیہ ہے۔ دونوں عمدگی کے ساتھ جاری ہیں۔ ان کے علاوہ صوبے میں بعض ایسے مدارس نسواں بھی ہیں جن کا اِنتظام خانگی اشخاص ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ حکومت کے ذرائع بھی غیر محدود نہیں ہیں۔ اور یہ اُس کے لئے ناممکن ہے کہ مدارس ثانویہ کی مانگ کی بالکلیہ تکمیل کرے۔ اِس لئے اَب وقت آگیا ہے کہ ثانویہ تعلیم کی مزید توسیع کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ خانگی کوششوں پر اِنحصار کیا جائے۔

خانگی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے میں اس موقع پر اُن شبہات کو رفع کردینا چاہتا ہوں جو عوام کے ذہنوں میں خانگی مدرسہ۔ مسلمہ مدرسہ اور امدادی مدرسہ کی اِصلاحات کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔

خانگی مدرسہ سے ایسا مدرسہ مُراد ہے جس کو حکومت سرکار عالی نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ ایسے مدارس اپنے نصاب تعلیم اور ذریعہ تعلیم کے متعین

کرنے میں ہر طرح آزاد ہیں۔ اُن کے قیام میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں خواہ وہ کسی درجہ کے ہوں۔ البتہ ایسے مدرسے قائم کرنے والوں کو صرف قیام مدرسہ کی اطلاع متعلقہ تعلیمی عہدہ داروں کو دینی پڑتی ہے اور یہ اطلاع محض مدارس کی رجسٹری اور تعلیمی اعداد و شمار کی ترتیب کے لئے ضروری ہے۔ اس طرح کے خانگی مدرسہ کی رجسٹری کے لئے کم سے کم پندرہ طلبہ کا ہونا لازمی ہے۔

مسلّمہ کے معنے یہ ہیں کہ اس مدرسے کے طلبہ سررشتہ تعلیمات کے امتحانات میں شریک ہو سکتے ہیں اور اس غرض کے لئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ مدرسہ سررشتہ کے نصاب تعلیم اور اس کے مسلمہ ذریعہ تعلیم کا پابند ہو۔

امدادی مدارس سے مراد وہ مسلّمہ مدارس ہیں جن کو سرکار عالی کی طرف سے کسی قسم کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ امداد کے اہم شرائط یہ ہیں کہ مدرسہ کی کارکردگی ایک مقررہ معیار کے مطابق ہو۔ جس کا تصفیہ مہتمم مدارس کرتا ہے اور یہ کہ امداد، مدرسہ کے اخراجات جاریہ کے نصف سے یا مدرسہ کی آمدنی اور اخراجات جاریہ کے تفاوت سے زیادہ نہ ہو۔ بلکہ اُن دونوں میں سے جو بھی کم ہو اُس کے برابر امداد دی جائے۔ خانگی مدارس کے ساتھ سرکار عالی کے طرز عمل کی نسبت بہت کچھ غلط فہمیاں اور شبہات پھیلے ہوئے ہیں اس لئے میں اُمید کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ تصریح کی ہے اُس سے اشتباہ دور ہو جائے گا۔

ناخواندگی دور کرنے کے مسئلے کے دو اہم جزو ہیں۔ پہلے یہ کہ کس طرح عام ابتدائی تعلیم رائج کی جائے اور دوسرا یہ کہ بالغ اور پختہ عمر لوگوں کو خواندہ بنانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔ میں ان دونوں اُمور کے متعلق کچھ

کہنا چاہتا ہوں ۔

ریاست ہذا میں ابتدائی تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے ۔ اس کو عام کرنے کے لئے دوسرا قدم بظاہر یہی ہو سکتا ہے کہ اس کو جبری اور لازمی کر دیا جائے ۔ لیکن اس کا انتظام اتنا آسان نہیں جتنا اس کا کہہ دینا آسان ہے ۔ اول تو اس کے مصارف اس قدر زیادہ ہونگے کہ وہ بجائے خود امتناعی اور ناقابل برداشت ثابت ہوں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ برطانوی ہند میں بھی یہی دشواری پیش ہے ۔ ہمارے پاس لازمی تعلیم کا مسودہ قانون تیار ہے ۔ لیکن جنگ کی وجہ سے موجودہ زمانہ اس کو مجلس مقننہ میں پیش کرنے کے لئے کسی طرح موزوں نہیں ہے ۔ اگر یہ مسودہ بعد کو کسی وقت بھی قانونی شکل اختیار کرلے تو اس ملک کے چند چھوٹے چھوٹے علاقوں میں جزوی طور پر نافذ کرنا پڑے گا اور یہ بھی صرف اسی صورت میں ہو سکے گا کہ ان علاقوں کے باشندوں سے مصارف تعلیم کی بابت کافی ٹیکس وصول کیا جائے ۔ وہ تعلیم جس کے لئے رعایا پر محصول کا غیر معمولی بار ڈالا جائے مشکل سے مفت تعلیم کہی جا سکتی ہے ۔ جبر و لزوم کے درجے تک پہنچنے کے لئے جو زمانہ درکار ہے اس میں بہت کچھ اصلاح و درستی کی گنجائش ہے ۔ اور ابتدائی تعلیم میں جہاں تک ممکن ہو رضاکارانہ اساس پر توسیع کی جا سکتی ہے ۔ اس وقت جو مسئلہ فوری توجہ کا محتاج ہے وہ ایسے طلبہ کے لئے حصول تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنے کے متعلق ہے جو تعلیم پانے کے لئے اپنی مرضی اور خوشی سے آگے بڑھ رہے ہیں ۔ توسیع کی اسکیم میں زیادہ سے زیادہ طلبہ کے لئے اسی قسم کی سہولتیں مہیا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

لیکن سوال توسیع کا نہیں ہے۔ جمود۔ تضیع تعلیم۔ اور ناخواندگی کی طرف عود کا انسداد بھی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی موجودہ مدارس تحتانیہ کی تعلیم کو زیادہ بہتر اور دلچسپ بنانا بھی لازمی ہے۔ جدید اسکیم مدارس تحتانیہ میں پانچویں جماعت کے اضافے اور نصاب تعلیم کی مزید توسیع دلچسپی کے ذریعہ اس کی کوشش کی جارہی ہے۔ تعلیم کے ابتدائی درجے میں ذریعہ تعلیم بلا شک وشبہ طالب علم کی مادری زبان ہے۔ جدید نصاب کی دلچسپیوں اور اس کی افادیت کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ اس میں تاریخ دکن جیسے مضامین بھی شریک ہیں اور ہر قسم کی عصبیت کے میلانات سے پاک اور سادہ سلیس اسلوب بیان میں لکھائے گئے ہیں۔ تاریخ کے ساتھ مدنیات (علم شہریت) کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مطالعہ قدرت۔ حفظ صحت پیمائش۔ اور عملی علم ہندسہ اور دوسرے مضامین شریک نصاب ہیں۔ یہ تمام مضامین اس قسم کے ہیں جو دیہی تنظیم جدید میں کارآمد ہوسکتے ہیں۔ دستی مشاغل میں تصویر بنانا۔ نقشہ ڈالنا۔ رنگ بھرنا۔ نمونے بنانا۔ اور بعض سادہ دستکاریاں شامل ہیں۔ جیسے روئی صاف کرنا۔ دھاگہ کاتنا۔ ماگھ پر تانا تانتا۔ ابتدائی درجے کی پارچہ بافی۔ قالین بافی۔ کھدّر بافی۔ توسئے اور دستیاں بنانا۔ ریشم کا کام کپڑوں کے لئے ضروری سامان تیار کرنا۔ ٹوکریاں بنانا۔ رسیاں باٹنا۔ تھیلے۔ بٹوے وغیرہ کارآمد چیزیں بنانا۔ کشتیاں۔ میوے کی ٹوکریاں ردّی دان۔ کٹورے نما ٹوکریاں بنانا وغیرہ۔ لڑکیوں کا نصاب تعلیم ان کے حالات اور ضروریات کے مطابق اس سے کسی قدر جداگانہ ہے اور اس میں کڑھت۔ سلائی۔ پکوان۔ علم خانہ داری۔ اور موسیقی وغیرہ داخل ہیں۔

اس طرح آپ دیکھیں گے کہ دوران تعلیم میں دستکاریوں کی طرف بطور خاص میلان پیدا کرنے کی کوشش بہت زیادہ نمایاں ہے۔ نصاب تعلیم اس طرح کا رکھا گیا ہے کہ ابتدائی درجے کی تعلیم ختم کرنے پر جو طلبہ آگے تعلیم نہ پانا چاہتے ہوں اُنہیں اِس قدر ذہنی اور حرفتی تربیت حاصل ہو جائے کہ وہ اچھے شہری بن سکیں یا پھر طالب علم چاہے تو اِس درجے کو ختم کرنے کے بعد اِن مدارس میں سے کسی مدرسہ میں شریک ہو جائے جو سررشتۂ تعلیم صنعت و حرفت کے تحت خاص خاص صنعتوں اور پیشوں کے لئے قائم ہیں۔ جو طلبہ ثانوی درجے کی تعلیم پانا چاہتے ہیں وہ چوتھی جماعت کے بعد ثانوی مدرسے میں شریک ہو جائیں گے۔ ثانوی درجے کے دوران میں پیشہ ورانہ میلان برابر پیدا کیا جاتا رہیگا۔ اور اِس امر کی خاص طور پر کوشش کی جائے گی کہ طلبہ کی صلاحیتیں اور میلان طبع معلوم کیا جائے۔ آٹھویں جماعت کے ختم پر لوئر سکنڈری یا ادنیٰ ثانوی امتحان ہوگا اور گیارہویں جماعت کے بعد ہائر سکنڈری یا اعلیٰ ثانوی کا اِمتحان لیا جائے گا اِس کے ساتھ ہر درجۂ تعلیم کے ختم پر پیشہ ورانہ تعلیم میں منتقل ہونے کی راہیں کھلی رہیں گی۔ اور جامعہ عثمانیہ میں معمولی ڈگری کا اِمتحان سہ سالہ کر دیا جائے گا۔

ثانوی مدارس میں ذکور اور اُناث کے لئے جو جدا گانہ نصاب اِس وقت منظور کیا گیا ہے وہ برطانوی ہند کے کسی صوبے کے نصاب سے کم نہیں ہے تنظیم جدید کی پوری اِسکیم جس کا اِنتظام تیز رفتاری سے جاری ہے۔ مزید چار سال میں مکمل جائے گی۔ اِس تعلیمی کامیابی کا سہرا مولوی سید محمد حسین صاحب جعفری ناظم تعلیمات اور ہمارے ایک اور ماہر تعلیم اور مجلس تعلیم ثانوی کے سرگرم

اور مستعد معتمد مولوی سید علی اکبر صاحب اور اُن ارکان مجلس کے سر ہے جنہوں نے اِس اِسکیم کے تفصیلی منازل طے کرنے کی زحمت اُٹھائی ہے۔

یہاں ایک اور امر بھی غور طلب ہے اور یہ ہمارے راستے میں تھوڑی دشواری پیدا کرنے کا موجب ہے۔ یہ ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کو بطور ایک متوازی نظام کے برقرار رکھنا ہے۔ ثانوی تعلیم کے دہرے نظام کو چلانا بہت بڑا نقصان ہے۔ میں ہمیشہ سے اِس خیال کا مؤید رہا ہوں کہ ملک میں ایک ہی نظام تعلیم رائج ہونا چاہیئے تاکہ ہم اپنی پوری قوت اور توجہ اِس پر مرکوز کر سکیں۔ جب تک نظام کالج کا الحاق جامعہ مدراس سے قائم ہے ہمیں دہرے نظام تعلیم کا بار مجبوراً برداشت کرنا ہی پڑیگا۔

ناخواندگی کے خلاف مہم کا ایک اہم پہلو تعلیم بالغان ہے۔ اور یہ مسئلہ آجکل سارے ہندوستان میں لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ صدر انجمن اساتذہ ملک سرکار عالی نے اِس بارے میں جو کمیٹی مقرر کی تھی اُس نے اپنی رپورٹ شائع کردی ہے اس کے نتائج تحقیق نہایت بصیرت افروز ہیں۔ اور اس مسئلہ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے مطالعہ اور غور و فکر کے مستحق ہیں۔ اِس اہم مسئلہ کے نسبت میں بھی اپنے چند خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) بالغ اور پختہ عمر کے لوگوں کو پڑھانا بچوں کو پڑھانے سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ اُن کے ذہن پختہ ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعلیم میں جو نفسیاتی امور ملحوظ رہنے چاہئیں وہ بچوں کے نفسیاتی مسائل سے جداگانہ ہیں۔ اِس لئے مناسب ہوگا کہ ہمارے ٹریننگ کالج اور نارمل اسکولوں میں اِس موضوع کے نفسیاتی پہلو کا بطور خاص مطالعہ کیا جائے۔

(۲) مدارس بالغان میں جو کتابیں پڑھائی جائیں وہ عام مدرسوں کی کتابوں سے کسی قدر جداگانہ ہونی چاہئیں۔ اِس سلسلے میں سررشتے کی جانب سے ایک الگ نصاب ترتیب دیا گیا ہے جو خاص طور پر بالغوں کے مناسب حال ہے۔ تعلیم بالغان کی مدت دو سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔

(۳) جیسا کہ میں نے سال گزشتہ کہا تھا مکرر میرا یہی مشورہ ہے کہ ہر اُستاد کو چاہیئے کہ وہ اَن پڑھ بالغوں کی ایک خاص تعداد کو خواندہ بنانا اپنے اُوپر لازمی گردانے۔ خواہ یہ کام اپنے گھر میں انجام دیا جائے یا اور کسی جگہ۔

(۴) مدرسوں کی عمارتیں تعلیم بالغان کے مدارس شبینہ کے لیئے استعمال کی جاسکتی ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اُستاد اور طلبہ دونوں دن بھر محنت کرنے کے بعد اِس قدر تھک جاتے ہیں کہ وہ بدقّت کوئی موثر کام کر سکتے ہیں۔

(۵) جہاں تک بالغوں کا تعلق ہے۔ لکھنے پڑھنے۔ اور حساب کے علاوہ دوسرے تعلیمی ذرائع مثلاً تقریریں۔ لاسلکی گفتگو قندیلی مناظر وغیرہ کے طریقے بھی کام میں لائے جائیں تاکہ پڑھنے والوں کی دلچسپی کا دائرہ وسیع ہو اور اُن کی تہذیب و تمدن میں ترقی ہو سکے۔

(۶) سررشتہ تعلیمات کا یہ عمل کہ بالغوں کو ختم تعلیم پر سند عطاء کی جائے بُرا نہیں ہے۔ لیکن خواندہ بالغوں کو ادنیٰ ملازمت میں ناخواندہ بالغوں پر ترجیح دے کر اُن کی مزید حوصلہ افزائی کرنا بھی ضروری ہے۔ بنیادی اُردو اور بنیادی انگریزی تعلیم بالغان کے لیئے خاص طور پر موزوں ہے اور اس کام کے لیئے ضرور انہیں اِستعمال کرنا چاہیئے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ

جملہ عہدہ دار اور اساتذہ ناخواندگی کے خلاف جہاد میں ممکنہ امداد سے دریغ نہیں کریں گے۔

بنیادی انگریزی اور بنیادی اُردو کے معنے اور مقاصد کے بارے میں کچھ غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ اس کا مقصد جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں یہ نہیں ہے کہ پڑھنے والوں کے ذخیرہ الفاظ کو صرف چند محدود اور گِنے چُنے الفاظ کا پابند کر دیا جائے۔ بلکہ اُس کے برخلاف "بنیادی" میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ نوآموز کو خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا۔ سائنٹفک طریقے پر چُنے ہوئے الفاظ کی فرہنگ یاد دلائی جائے اور یہ فرہنگ ایسے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے جو سب سے زیادہ استعمال میں آتے ہیں۔ اس میں ایسے الفاظ چن لئے جاتے ہیں جو بہت ہی کارآمد ہوں اور جن کو کئی موقعوں پر استعمال کیا جا سکے۔ کتنی ہی زیادہ کوشش کیوں نہ کی جائے یہ ممکن نہیں کہ ابتدا ہی میں نوآموز کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھ سکے۔ جب اُس کو محدود ذخیرہ الفاظ کے ساتھ کام کرنا لازمی ہے تو پھر یہ ذخیرہ سب سے زیادہ کارآمد اور کثیر الاستعمال الفاظ کا مجموعہ ہی کیوں نہ ہو؟ میں جانتا ہوں کہ بچوں کو اس طرح کے بعض انگریزی الفاظ یاد کرائے جاتے ہیں جیسے "Sunshade" "Limpet" "Dormouse" "Quagga" اس قسم کے الفاظ نہ تو بول چال میں بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں اور نہ ان کے سیکھنے سے تحصیل زبان کی رفتار تیز ہو سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کے الفاظ کا انتخاب بہت ہی غلط اُصول پر کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں کے لئے ذخیرہ الفاظ کا انتخاب کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ بنیادی انگریزی ان لوگوں کی

مسلسل دس سال کی علمی تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ جو انگریزی زبان کے ماہرین خصوصی
ہیں۔ ایک صاحب مسٹر اگڈن نامی نے یہ محسوس کیا کہ انگریزی زبان کی لغت میں
مختلف اصطلاحات کی تعریف و توضیح کے سلسلے میں چند الفاظ بار بار استعمال ہوتے
ہیں اور اس لحاظ سے یہ الفاظ بنیادی کہے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے
دوسرے تمام الفاظ کے معنے بتلائے جا سکتے ہیں۔ بطور استعارہ انہیں زبان
کا عاد اعظم کہا جا سکتا ہے۔ ان کی تعداد (۸۵۰) سے زیادہ نہیں تھی اور ان (۸۵۰)
الفاظ کے ذریعے آپ بہت سی چیزوں کا اظہار کر سکتے ہیں۔ فعل جملے کی جان اور
روح کی حیثیت رکھتا ہے اور انگریزی زبان میں یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو نحوی طور پر
سب سے زیادہ مشکل ہے۔ مسٹر اگڈن نے تقریباً (۱۶) افعال کا انتخاب کیا اور
اس میں (۸۵۰) سے کچھ زیادہ ایسے الفاظ کا اضافہ کیا جو کثیر المعنی تھے۔ اور (۸۵۰)
الفاظ کی بنیادی فرہنگ تیار کی۔ اس ضمن میں حسن اتفاق سے انہوں نے علم نحو کو
بھی آسان کر دیا۔ اس ذخیرۂ الفاظ کی زبردست افادیت کو ظاہر کرنے کے لئے
انہوں نے بعض معیاری تصانیف کو بنیادی انگریزی میں منتقل کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ
نوآموز کے لئے یہ ذخیرہ الفاظ کس قدر کارآمد ہے۔ وہ اس کے ذریعہ مشکل سے
مشکل مطالب کو ادا کر سکتا ہے اور ہر طرح ان سے کام لے سکتا ہے۔ اور نیز یہ نوآموزوں
کو انگریزی سکھانے میں بڑی سہولت کا باعث ہے۔ اور اس کی تعلیم بھی موثر ہوتی
ہے۔ چنانچہ متعدد مدارس میں اس کے مظاہرے دیکھ کر میں مطمئن ہو چکا ہوں۔
اس سے ہمارے مدارس میں انگریزی زبان کی تعلیم کے لئے ایک غیر معمولی
تحریک و تقویت حاصل ہوئی ہے۔ اور طلبہ اور اساتذہ دونوں میں یکساں

دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ نوآموز جیسے جیسے تحصیل زبان میں ترقی کرتا جائے گا وہ معمولی فرہنگ کے دوسرے تمام الفاظ بھی رفتہ رفتہ سیکھ لے گا اس کا منشاء زبان کو صرف (۸۵۰) الفاظ تک محدود کرنا اور صرف اُنہی کی تحصیل پر اکتفاء کرنا نہیں ہے۔

ملک سرکار عالی میں تقریباً اٹھتر ہزار طلبہ ہیں جو کم و بیش دوسو ثانوی مدارس میں انگریزی پڑھتے ہیں۔ اُن میں سے سال حال (۴۰) ثانوی مدارس میں تقریباً دس ہزار طلبہ کو پہلی دفعہ بنیادی طریقے پر انگریزی سکھائی جارہی ہے۔ اِس کام کو شروع کرنے سے پہلے مسٹر مائر نے جو ہندوستان میں آرتھولوجیکل اِنسٹیٹیوٹ کے خصوصی نمائندے ہیں ہماری دعوت پر یہاں تعلیلات میں (۱۲۰) اساتذہ کو اس کام کے لئے تیار کیا۔ اِس تعطیلی نصاب کے دو اہم نتائج برآمد ہوئے۔ اول تو یہ کہ وہ تمام اندیشے اور غلط فہمیاں رفع ہوگئیں جو اِس اہم اِصلاح کے نفاذ میں مانع تھیں۔ دوسرے اِس کی وجہ سے متعلقہ اَساتذہ میں خصوصی مسائل کے متعلق بصیرت پیدا ہوئی۔ اور اُنہیں ایک ترقی یافتہ طریقۂ تعلیم بھی حاصل ہوا۔ جس سے وہ مستفید ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اِس نصاب کی تکمیل کے بعد مسٹر مائر نے اِن چالیس بنیادی مدرسوں سے اپنے تعلقات برابر قائم رکھے اور شخصی معائنوں اور ترقی تعلیم کی تفصیلی رپورٹوں کے ذریعہ جو اُنہیں ہر ہفتے بھیجی جاتی ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے مشاورتی تحریروں کے ذریعہ اس میں مدد دیتے رہے۔ مسٹر مائر کی اِن مشاورتی تحریروں کو پڑھ کر ہر شخص متاثر

ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ان میں بہت کچھ کارآمد باتوں کے علاوہ ان حالات کا ہمدردانہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ جن کے تحت ہمیں کام کرنا پڑ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تحریرات جن اساتذہ کے نام لکھی گئی ہیں۔ ان پر ارتسامات دیرپا ثابت ہوں گے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ اور اگلے سال اس کو دوسرے مدارس میں بھی رائج کیا جائے گا۔

مولوی سجاد مرزا صاحب نے اپنی اُصولوں پر بنیادی اُردو کے لیئے (۹۰۰) سے کچھ زیادہ ضروری الفاظ کی ایک فرہنگ مرتب کی ہے۔ بنیادی اُردو کی مشکلات اس لحاظ سے کم ہیں کہ اس کے افعال میں وہ نحوی اشکال نہیں جو انگریزی زبان کے افعال میں پائی جاتی ہیں۔ اُردو کی اصل دشواری اس کا فارسی رسم الخط ہے۔ اور سجاد مرزا صاحب نے نو آموزوں کے لیئے اس کو آسان بنانے کی خاص طور پر کوشش کی ہے جو ایک حد تک کامیاب معلوم ہوتی ہے۔

تعلیم نسواں میں بڑی دشواری اضلاع کے لیئے لائق اُستانیوں کی فراہمی ہے۔ اب ہمارے نارمل اسکولوں میں مڈل اور میٹرک کامیاب لڑکیوں کی تربیت کا انتظام ہوگیا ہے۔ اس لیئے میں توقع رکھتا ہوں کہ لائق اُستانیاں آسانی سے مل سکیں گی۔ سررشتے کو چاہیئے کہ زنانہ ٹریننگ اسکول حیدرآباد کی عمارت کو جس قدر جلد ممکن ہو تعمیر کرائے۔

حال ہی میں سررشتہ تعلیمات نے ایک نہایت مفید اقدام کیا ہے اور یہ اندھے۔ گونگے۔ اور بہرے بچوں کے لیئے مدرسہ کا قیام ہے۔ اس کام کے لیئے چند اساتذہ کو بیرون ریاست بھیج کر خاص طور سے اس کی تعلیم

و تربیت دلائی گئی ہے۔

آخر میں میں تربیت کی طرف بطور خاص توجہ کرنے اور اپنے پیشے میں دلچسپی لینے اور اس پر فخر کرنے کی ضرورت کو اساتذہ صاحبان کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں۔ جملہ تربیتی اداروں کے ساتھ مشقی مدارس کا الحاق ضروری ہے اور جہاں اس کا انتظام نہیں ہے جلد سے جلد اس کی طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ کیونکہ تعلیم کی کامیابی بہت بڑی حد تک مشق و عمل پر منحصر ہے۔ اس کے ساتھ نظری تعلیم کی اہمیت کو بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئیے۔ ٹریننگ کالج کے استاد ملک سردار علی صاحب نے تعلیمی نفسیات پر اردو میں ایک کتاب لکھی ہے۔ میں تمام اساتذہ کو اس کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں۔ میں نے اس کتاب پر ایک چھوٹا سا مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں تعلیمی نفسیات کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ہربرٹ کے نظریہ ادراک کو اساتذہ کے افادہ کے لئے بیان کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اساتذہ اس سے فائدے اٹھائیں گے۔

پستالوزی کا مندرجہ ذیل دانشمندانہ قول تعلیم کے وسیع نظریہ کا نچوڑ ہے۔

"انسان اپنی اخلاقی زندگی کے بنیادی عناصر یعنی محبت اور ایمان کو محبت اور ایمان پر عمل کرکے ترقی دے سکتا ہے۔ جس طرح کہ وہ اپنی ذہنی زندگی کے عناصر یعنی فکر و نظر کو فکر و نظر کی مشق کے ذریعہ اور عملی اور صنعتی زندگی کے عناصر یعنی اپنے اعضاء و جوارح کو ان کی ورزش کے ذریعہ بڑھا سکتا ہے۔"

مطبوعۂ
اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹرز حیدرآباد